

سرکاری رپورٹ (مباحثات)
پینتیس وال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 02 نومبر 2016ء بروز بدھ بہ طابق یکم صفر المظفر 1438 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعاۓ مغفرت۔	05
3	چیئر پرنسپر کے پیش کا اعلان۔	05
4	رخصت کی درخواستیں۔	06
5	مشترکہ تحریک التوانہ 1 مخاబ: مولانا عبدالواسع، انجیئر زمرک خان اچکزئی، مولوی معاذ اللہ، محترمہ حسن بانو صاحبہ اور محترمہ شاہدہ رووف صاحبہ، ارائیں صوبائی اسمبلی۔	
6	قانون سازی۔	24
8	قومی مالیاتی کمیشن کی رپورٹ کا پیش کیا جانا۔	24

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر----- میڈم راحیلہ حمید خان دُرانی

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب ظہور احمد

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 02 نومبر 2016ء بروز بده بہ طابق کیم صفر المظفر 1438 ہجری، بوقت شام 5 بجکر 15 منٹ پر زیر صدارت میڈم راحیلہ حمید خان ڈرانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰيُّهَا الَّذِينَ امْنَوْا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلْوَةِ طِإِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّبِرِيْنَ هٰهٰ وَلَا تَقُولُوْلَا الْمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٍ طِبَلْ أَحْيَاءٍ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ هٰهٰ وَلَنَبْلُوْنَكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالشَّمَرَاتِ طِ وَبَشِّرْ لَا الَّذِينَ اذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيْبَةٌ لَا قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ هٰهٰ اُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ فَوَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهَتَّدُوْنَ هٰهٰ

(پارہ نمبر ۲ سورہ البقرہ آیات نمبر ۵۳ ا تا ۷۱)

ترجمہ: اے مسلمانو! مدلو صبرا اور نماز سے بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور نہ کہو ان کو جو مارے گئے خدا کی راہ میں کہ مردے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں۔ اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو تھوڑی سی ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے والوں کے اور جانوں کے اور میووں کے۔ اور خوش خبری دے اُن صبر کرنے والوں کو کہ جب پہنچ اُن کو کچھ مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں پر عناینیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہے سیدھی راہ پر۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيْمُ۔

میدم اپسکر: جزاک اللہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جی سردار محمد صالح بھوتانی صاحب۔

سردار محمد صالح بھوتانی: اپسکر صاحب! شہدائے PTC کے لئے دعاۓ مغفرت کرائی جائے اور اس کے ساتھ کل گذلانی میں جو حادثہ ہوا تھا، جو لوگ لقمہ اجل بنے تھے ان کیلئے بھی دعاۓ مغفرت کی جائے۔ لیکن مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہاں ship breaker کی غلطی سے عصوم لوگ مزدور جو اپنے روزگار کیلئے آئے تھے، لقمہ اجل بنے۔ ایک ناجرب کار آدمی کو انچارج بنا کر وہاں ٹینکی کی مکمل صفائی نہیں ہوئی تھی۔ اور کام کرنے کی ہدایت کی گئی جس سے آگ لگ گئی۔ اور اتنے لوگ جاں بحق ہو گئے یہ ظلم کی انہتائی ہے کہ وہاں ship breaker کی جانب سے نہ ایبو لینس ہے، نہ ہسپتال ہے اور نہ کوئی first aid کا کوئی خاطرخواہ انتظام ہے۔ صحیح میں نے چیف سیکرٹری صاحب سے میٹنگ کی تھی اور انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ اس ship breaker کو Black-list بھی کیا جائے گا اور جب تک کہ یہ انتظامات مکمل نہیں کرتے لوگوں کے تحفظ کے لئے اس وقت تک ship breaking کے کام بند رہیں گے۔ میں مشکور ہوں اُنکا اور مجھے امید ہے کہ سی ایم صاحب اسکا نوٹس لیں گے۔ لیکن میں اس کے ساتھ ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ ship breaking کے کام میں BDA کو بری الذمہ نہیں ٹھہرا سکتا۔ کیونکہ بی ڈی اے وہاں سے ٹیکس کلیکٹ کرتی ہے۔ اور بی ڈی اے کا وہاں کوئی خاطرخواہ انتظام نہیں ہے۔ صرف ہیلٹھ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ایک ہسپتال ہے جو کہ میرے خیال میں ان تمام مزدوروں اور کام کرنے والوں کیلئے ناقابلی ہے۔ تو میری گزارش ہو گئی آپ کے توسط سے چیف منسٹر صاحب کو کہ ان کے لواحقین کو معاوضہ دلایا جائے اور اس کی ایک انکوائری کی جائے تاکہ جو مجرم ہیں جن کی وجہ سے یہ حادثہ پیش آیا ہے ان کو سزا مل سکے۔ thank you very much.

میدم اپسکر: جی زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچجزی: میدم اپسکر! میں بھی PTC کے ملاز میں اور گذلانی میں جو واقعہ ہوا ہے انکے لئے دعاۓ مغفرت کی جائے۔

میدم اپسکر: سردار صاحب! آپ بھی یہی کہنا چاہتے ہیں؟

سردار عبدالرحمن کھیتران: دعاۓ کرتے ہیں اور میں اس میں کچھ اور شامل کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو ہمارے ساتھیوں نے PTC کے ملاز میں کے بارے میں کہا اس کے ساتھ ساتھ جو ہمارے آرمی کے آفیسرز شہید ہوئے ہیں ایک تو کل شہید ہوا ہے اُن سب کیلئے اور اس میں سردار صاحب نے جو پوائنٹ take up کیا ہے یہ چونکہ concern BDA سے ہے۔ گذلانی میں اس برس سے ہم بھی وابستہ تھے اور ہیں، اُس پر اگر آپ تھوڑا اس

ٹائم رکھیں گی تو اس پر ہم کچھ suggestion دیں گے وہاں ہر سال بھی ہوتا ہے۔ نواب صاحب کو اس کا علم ہے۔ جہاں جہاں break ہوتا ہے اُس سے کافی پچھے تک دیوار اسکی لگی ہوئی ہے وہاں کوئی گاڑی بھی نہیں جاسکتی پیدل بھی کوئی نہیں جاسکتا ساری ریت ہے۔ ہمارے جتنے پولیس والے آرمی والے شہید ہوئے ہیں ان کیلئے فاتح خوانی کی جائے۔

(اس مرحلے پر مرحومین کی ارواح کے ایصال ثواب کیلئے فاتح خوانی کی گئی)

میڈم اسپیکر: میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا راجحہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت میں رواں اجلاس کے لئے حسب ذیل ارکین اسمبلی کو پہلی آف چیئرمین کے لئے نامزد کرتی ہوں:

- ۱۔ جناب عبدالجید اچکزئی صاحب۔ ۲۔ محترمہ یا یمنین لہڑی صاحبہ۔
- ۳۔ محترمہ حسن بانور خشائی صاحبہ۔ ۴۔ محترم پرنس احمد علی صاحب۔

وقہہ سوالات۔ مورخہ 21 ستمبر 2016ء کے اجلاس میں مؤخر شدہ سوالات۔ چونکہ یہ سوالات میر سرفراز احمد گٹھی جو ہمارے ناطر ہوم ہیں انکے حوالے سے تھے۔ انہوں نے اپنی والدہ کی علاالت کے باعث درخواست کی تھی کہ ان کے سوالات یہ 10 نومبر 2016ء کے اجلاس کیلئے مؤخر کیئے جائیں۔ لہذا میں محکمہ داخلہ سے متعلق سوالات سردار محمد اختر مینگل کے سوال نمبر 227 اور 235، سردار عبدالرحمن کھیتان کا سوال نمبر 246 اور انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب کا سوال نمبر 274 کو مورخہ 10 نومبر 2016ء کی نشت کے لئے defer کیا جاتا ہے۔

سردار اختر مینگل صاحب آپ اپنا سوال نمبر 227 دریافت فرمائیں۔ سردار صاحب کے دونوں سوالات 227 اور 235 کے جواب موصول بھی نہیں ہوئے اور وہ خود بھی تشریف نہیں لائے ہیں۔ تو محکمہ داخلہ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ان سوالات کے جوابات جلد اجمع کرائے۔ اسی طرح سردار عبدالرحمن کھیتان صاحب اور انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب، کیونکہ وزیر داخلہ نہیں ہیں تو ان کو بھی defer کئے جاتے ہیں۔ انجینئر زمرک خان صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 263 دریافت فرمائیں۔ منظر لوکل گورنمنٹ بھی تشریف نہیں لائے ہیں اسکو بھی اگلے اجلاس کے لئے defer کیا جاتا ہے۔ وقفہ سوالات ختم۔

میڈم اسپیکر: جی آغا صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: نیسمہ حفیظ صاحب، ایم این اے یہاں تشریف رکھتی ہیں میں میں ان کو welcome کرتا ہوں اپنی پارٹی کی طرف سے۔

میڈم اسپیکر: نیسمہ پانیزی صاحب، ایم این اے ہیں ہماری انکوو اسمبلی کی جانب سے خوش آمدید کہتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: میڈم اپسیکر! اس میں ایک چیز آپ کر دیں۔ یہ سوالات ہیں اس میں کچھ سوال ایسے ہیں جو سال ڈی ٹھ سال سے مؤخر ہو رہے ہیں۔ لیکن اس پر پچھلے اجلاس کی date ڈال دی جاتی ہے۔ میرا سوال 246 تھا میرے خیال میں اس کو سال سے زیادہ ہو گیا ہے۔ اچھا میرا تو جواب تو دے دیا گیا۔ سردار اختر مینگل اور زمرک کے بھی ہیں۔

میڈم اپسیکر: جواب تو آ گیا۔ اکثر سوال کرنے والے بھی نہیں آتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: میں یہ چاہ رہا ہوں کہ آپ کے آفس کو پتہ لگے اور اس معزز ایوان کو پتہ لگے کہ یہ کتنے عرصے سے یہ مؤخر ہو رہے ہیں۔ تو بجائے پچھلے اجلاس کے جس دن یہ question put ہوئے ہیں۔ اُس دن سے وہ date یہاں آنی چاہئے۔

میڈم اپسیکر: ٹھیک ہے۔ سیکرٹری اسٹبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب ظہور احمد (سیکرٹری اسٹبلی): میر سرفراز بگٹھی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف بوجہ علالت والدہ صاحبہ اسلام آباد جانے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسٹبلی: سردار غلام مصطفیٰ ترین صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف سرکاری دورے پر کوئئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسٹبلی: حاجی محمد اسلام صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ موصوف اپنی ہمشیرہ کی وفات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسٹبلی: نوابزادہ طارق مگسی صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ موصوف جمل مگسی جانے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسٹبلی: سردار اختر مینگل صاحب کوئئی سے باہر ہونے کی بنا روای اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست گزاری ہے۔

میڈم اپسیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسپلی: میر ظفر اللہ زہری صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بارواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست گزاری ہے۔

میڈم اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسپلی: میر اظہار حسین خان کھوسہ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کی خالہ کے انتقال کی بنا مورخہ 2 نومبر اور 4 نومبر 2016 کی نشتوں سے رخصت منظور کرنے کی درخواست گزاری ہے۔

میڈم اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسپلی: حاجی عبدالمالک کا کڑ صاحب علاج کے غرض سے کراچی جانے کی بارواں سیشن سے رخصت منظور کرنے کی درخواست گزاری ہے۔

میڈم اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسپلی: میر عبدالکریم نوشیر وانی صاحب کوئٹہ سے باہر جانے کی بنا آج کے اسپلی اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسپلی: مفتی گلاب صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کے اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسپلی: محترمہ راحت جمالی صاحبہ کراچی جانے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست گزاری ہے۔

میڈم اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسپلی:- جناب گھنٹام داس صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسپلی: محترمہ انتیا عرفان صاحبہ نے بذریعہ فون اطلاع دی کہ موصوفہ کراچی جانے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب! You are on point of order!
ڈاکٹر حامد خان اچخزئی: یہ گذانی شب یارڈ کے حداثے کے متعلق مختلف ممبروں کی مختلف رائے ہیں ان کے لئے دعا بھی ہوتی ہے، بڑا افسوس ناک واقعہ ہے اس کا تعلق بی ڈی اے سے بتا ہے بشرطیکہ یہ پلاٹ اور یہ جہاز کا تعلق بی ڈی اے سے ہو۔ شب یارڈ میں 133 پلاٹس ہیں۔ ان میں سے 32 بی ڈی اے کے چارج میں ہیں، باقی سب پر encroachment ہوا ہے قبضہ گیر لوگوں نے قبضہ کیا ہے۔ بی ڈی اے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں یہ کیس جیت گئی ہے۔ ابھی ہمارے MBR والوں کے ساتھ پچھلے ایک یا ڈیڑھ سال سے پڑا ہوا ہے۔ وہ گورنمنٹ کو نہیں بھیجا ہے کہ ان encroacher کو ادھر سے ہٹایا جائے۔ صبح وزیر اعلیٰ نہیں آئے تھے۔ چیف سینکڑری صاحب کمپ آفس میں تھے پھر میں فارغ نہیں ہوا کہ ان سے صلاح و مشورہ کروں۔ تو یہ accident ہوا ہے
And this belong to Wadera Abdul Hameed and 54 نمبر پلاٹ میں

AttaUllah.

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: میڈم اسپیکر! پہلے تحریک التوا کو منٹا دیں پھر آپ detail بتا دیں ہم بھی اس پر بولیں گے۔

ڈاکٹر حامد خان اچخزئی: بالکل ٹھیک ہے۔ میں ایک منٹ لوں گا۔ تو شب جو ہے that belongs to Chaudhry Ghafoor. جو مردی شب لیکر آؤے، کوئی permission، کوئی اجازت کسی چیز کی نہیں ہے۔ اور deaths کی تعداد 20 اور زخمیوں کی تعداد 58 ہیں، responsibility چودھری غفور پر ہے وڈیرہ عبدالحید اور عطاء اللہ پر ہے۔ اور کشم اور انوار و نمنٹ والوں نے انکو clearance نہیں دی ہے۔ اسلئے کشم اور انوار و نمنٹ والے اتنے ہی ذمہ دار ہیں۔ یہ feed-back میں وزیر اعلیٰ کو بھی دے دیتا ہوں۔ پھر گورنمنٹ فیصلہ کرے۔

میڈم اسپیکر شکریہ۔ اس پر الگ سے بات کریں گے۔ جی پلیز ابھی جب یہ پڑھا جائے تو پلیز اب کوئی پوانت آف آرڈرنیں لے سکتے۔ جی مولانا عبدالواسع، قائد حزب اختلاف، انجینئر زمرک خان اچخزئی، مولوی معاذ اللہ، محترمہ حسن بانو صاحبہ اور محترمہ شاہدہ رووف صاحبہ میں سے کوئی ایک اپنی مشترک تحریک التوا نمبر 1 پیش کریں۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ ہم اسمبلی کے قواعد و انصباط کا راجمیہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوا کا نوٹ دیتے ہیں۔ تحریک یہ ہے کہ صوبہ میں امن و امان کی بگڑتی ہوتی صورت حال کسی سے پوشیدہ نہیں ہے جس کی مثال گزشتہ دونوں پولیس ٹریننگ کالج کوئٹہ میں تربیت یافتہ جوانوں پر

فائزگار اور خودکش حملہ ہے۔ جس کے نتیجے میں 62 جوان جن کی عمر میں 18 سے 25 سال کے درمیان تھے، شہید ہو چکے ہیں اور 100 کے قریب زخمی ہوئے ہیں (اخباری تراشہ مسئلک ہے) جب ان تربیت یافتہ پولیس جوانوں کی پاسنگ آؤٹ پر یہ بھی ہو چکی تھی اور انہیں ان کے متعلقہ اخلاقی احتلاع بھجوایا جانا تھا۔ لیکن انہیں واپس پولیس ٹریننگ کا لج بلا�ا گیا۔ اور اس سلسلے میں کوئی تحریری حکم نامہ جاری نہیں کیا گیا تھا۔ صوبہ میں بیناہ افراد کا قتل اور اخواہ برائے تاوان کا سلسلہ پھر سے شروع ہو چکا ہے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس دخراش سانحہ کو زیر بحث لا یا جائے۔

میڈم اسپیکر: مشترکہ تحریک التوانہر 1 پیش ہوئی۔ کیا محکیں میں سے کوئی ایک اپنی تحریک التوانہ کی وضاحت فرمائیں گے؟

قائد حزب اختلاف: شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ۔ میرے خیال میں اجلاس بھی دیر سے شروع ہو گیا اور مجھے بخار بھی ہے۔ اس تحریک التوانہ پر بات شروع کرنے سے پہلے میں تمام میڈیا کے دوستوں سے ایک گلہ بھی کرتا ہوں اور ایک شکوہ بھی کرتا ہوں کہ اس طرح اہم معاملات جیسے کہ آج ہمارے 62 جوان شہید ہو چکے ہیں اور 160 سے زیادہ زخمی ہو چکے ہیں لیکن اس سے پہلے 8 اگست کا واقعہ ہوا جس میں ہماری محترم وکلاء برادری کے اور ہمارے صوبے کا جو سرمایہ تھے، 72 یا 80 کے قریب لوگ شہید ہو چکے ہیں لیکن اُس وقت بھی اسمبلی کا خصوصی اجلاس اسی پر بلا�ا گیا لیکن اُسی دن کے کل کے اخبارات میں میرے خیال میں آپ کے علم میں ہوا ہو گا اور سی ایم صاحب کے علم میں بھی ہے اور تمام ممبروں کیلئے کہ وہ آنے والے دن کے اخبار میں کسی بھی اخبار میں میری نظر سے نہیں گزرائے کہ اس سانحہ کے حوالے سے اسمبلی کی کارروائی میرے خیال رات کے بارہ بجے تک چلی۔ جب ہماری یہ آواز میڈیا اور ہمارے یہ واقعات جو کہ ہمارے شہداء دو تین نہیں بلکہ 72 کے قریب ہیں اگر اس پر اسمبلی کی کارروائی اخبارات میں نہیں آتی ہے تو بہت معدترت کے ساتھ ان سے کہتا ہوں کہ آئندہ کیلئے وہ بھی تکلیف نہ کر لیں ہمارے اجلاسوں میں آنے کیلئے اور ہم بھی ان پر امید نہ رکھیں اپنے ذرائع ابلاغ کسی طریقے پر ہم اسمبلی کے اپنے عوام تک پہنچانے کیلئے کوشش کر لیں گے۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! آج جس واقعے کے بارے میں تحریک التوانہ آئی ہے اپوزیشن کے دوستوں نے تو اس سلسلے میں میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے کے واقعات اور آج کے واقعات، اس واقعے کے درمیان بہت زیادہ فرق ہے۔ اس سے پہلے جو 8 اگست کا واقعہ ہوا یا اس سے پہلے جو واقعات ہوئے تھے تو اس سلسلے میں وہاں حکومت کی طرف سے ہمیں یہ بتایا جا رہا تھا ”کہ کیا کریں یہ بین الاقوامی گینگ ہے اور بین الاقوامی معاملات ہیں اور اس میں انڈیا، ایران اور امریکہ ملوث ہے“، دنیا کی کتنی کتنی قوتیں کو منظر کر کے جان چھڑانے کی کوشش کر رہے تھے اور ہمارے اراکین اسمبلی بھی زیادہ تر ہم اپنے جو ایلیجنس کے ادارے ہیں اُن سے ہم شکایت کرتے تھے کہ ہمارے ایلیجنس

ادارے ہمیں رپورٹ نہیں دیتے ہیں۔ ہمارے ایجنس ادارے کدھر تھے کہ 8 اگست کا واقعہ ہوا اور ہمارے اداروں نے ہمیں کیوں رپورٹ نہیں دی، کیوں اطلاع نہیں دی تاکہ ہم ان کیلئے انتظام کر لیتے تھے۔ لہذا میدم اپیکر صاحب ایہ پولیس ٹریننگ سنٹر کا واقعہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم کہیں بھی نہیں لے جاسکتے ہیں نہ ہم کسی ایجنس ادارے سے شکایت کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ واقعہ میرے علم اور میری معلومات کے مطابق، دو تین دن پہلے زمرک خان صاحب میرے ساتھ وہاں ایک دوست کی شادی کے کھانے میں ہم بیٹھے ہوئے تھے وہ مجھے بتا رہے تھے کہ سیکورٹی ادارے جو ہیں ہمارے ایجنس ادارے ہیں ہماری حکومت بلوچستان ہے، بار بار ہمیں کہتے ہیں کہ آپ لوگ اپنا جلسہ کینسل کر دیں کیونکہ تین خودکش بلوچستان میں اور کوئٹہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور ان کا ہدف بھی انہوں نے بتایا کہ ایک ہدف زائرین ہیں جو ایران کیلئے جا رہے ہیں اور دوسرا ہدف اے این پی کا جلسہ ہے اور تیسرا ہدف سیکورٹی فورسز ہیں، یہ ان کے ہداف ہیں۔ لیکن جب ان کو بھی بتایا اور ہمارے چیف منٹر صاحب کا بیان بھی آیا، وہ بھی اس بات کی تصدیق کر رہے ہیں ”کہ ہمیں پہلے سے اطلاع تھی“۔ تو یہی اطلاع ہے کہ اس طرح لوگ آئے ہیں اور اس طرح جملہ کرنے والے ہیں پولیس پر اور اے این پی کے جلسے پر اور اس قسم کی معلومات۔ اور اس کے بعد میں سمجھتا ہوں میدم اپیکر صاحب! جب اس طرح clear-cut اور صحیح معلومات آ جاتی ہیں تو چلو زمرک والوں نے اپنے جلسے کیلئے انتظامات کرنے تھے یا ان کی بات مان رہے تھے یا نہیں مان رہے تھے اس کشمکش میں معاملہ چل رہا تھا۔ لیکن میں تمام صوبائی انتظامیہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پولیس جب ان کے ٹارگٹ تھی۔ سیکورٹی کے ادارے ان کے ٹارگٹ تھے اور رپورٹ میں بھی اس قسم کی مل چکی ہیں تو کیا یہ ایسا معاملہ بھی نہیں کہ ٹریننگ سنٹر کا معاملہ ان کی نظر وہ سے بھی اجلتا اور کوئی دوسرے کے خیال میں بھی نہیں تھا کیونکہ اس سے پہلے جو بار بار ٹوپی پر دکھا رہے تھے۔ سی ایم صاحب کا ایک پروگرام ہے جو ہمارے آئی جی صاحب نے رپورٹ پیش کی تھی ان سے کچھ جو مانگ رہے تھے۔ تو اس میں ایک پولیس ٹریننگ سنٹر کی چار دیواری ہے، ان سے مطالبہ یہ کر رہا تھا ان کیلئے فنڈ مانگ رہے تھے۔ توجہ یہ open بھی ہو گیا اعلان بھی ہو گیا۔ اور تمام دہشتگردوں کی نظر میں بھی آ گیا۔ دشمنوں کی نظر میں آ گیا اور پھر یہ ایسے لوگ بھی نہیں تھے کہ کوئی اس طرح عام سے لوگ تھے انہوں نے اس طرح زندگی گزاری تھی۔ بھی کہ آپ نے ان جوانوں کو دہشتگردی کیلئے تیار کر دیا اور اس کو آپ کی پاسگ پریڈ کر کے ان کی ٹریننگ مکمل ہو چکی۔ تو پھر اس کے بعد میدم اپیکر صاحب! کئی سوالات جنم لیتے ہیں۔ اور عوام کے ذہنوں میں کئی سوالات ہیں اور ان سوالات کے بارے میں اب تک حکومت بلوچستان کی طرف سے کوئی اطمینان بخش جواب نہیں آیا ہے اگر آیا ہے تو ایک ترجمان کے حوالے سے کہ اپوزیشن والوں نے جو پولیس کا فرنس کی کچھ مفاد پرست لوگ ہیں اس طرح افواہیں پھیلاتے ہیں اور کچھ بھی نہیں یہ

جواب میری نظر سے گزرا۔ اس کے علاوہ کوئی جواب نہیں آیا کوئی ہمارے علم میں اسی طرح کی بات نہیں آئی کہ بلوچستان کے عوام اس سے مطمئن ہو جائے۔ میڈم اپسیکر صاحب!۔۔۔

میڈم اپسیکر: زیارت وال صاحب! وہ اس کی admissibility پر بات کر رہے ہیں۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال ایڈوکیٹ (وزیر تعلیم): بات تو اُس وقت ہو گی۔ اب admissibility پر بات کریں گے اور اس کی admissibility تک اپنے آپ کو محدود رکھیں گے کہ اس واقعے کی اہمیت کیا ہے یہ کس طریقے سے ہوا ہے۔ تو اس پر بات کریں گے اور جب بحث کیلئے منظور ہو جائے پھر اس پر لمبی تقریر کرنی ہے تو کریں۔

میڈم اپسیکر: ٹھیک ہے صحیح ہے۔ مولانا صاحب ذرا مختصر کر دیں۔

قائد حزب اختلاف: میں اس پر یہ بات کروں گا تاکہ ہاؤس اس طرف متوجہ ہوں۔ یعنی admissibility پر بات جب ہوتی ہے تو اس کے تحت کہ ہاؤس ان پوائنٹس کی بنیاد پر اس کیلئے متوجہ ہو جائے اور وہ صحیح ہیں کہ اس پر بحث مناسب ہے یا نہیں۔ اب اگر میں آپ سے یہ نہ کہوں میں آپ سے یہ سوال نہ کروں کہ ان بچوں کو جو آپ نے بعد میں واپس کیوں بلا�ا؟ اور بچوں کے بلا نے کے بارے میں موبائل فون پر آپ نے جب ٹیلیفون کر کے آپ نے واپس بلا لیا ایک نہیں دو نہیں سات سو بچے آپ نے واپس بلا لئے گھروں سے۔ اور میں نے ان بچوں سے ان زخمی سے انٹر ویو بھی کر دیا اور سب تقریباً بارہ تیرہ بچوں سے میں نے بات کی بیک آواز انہوں نے کہا کہ ہمیں ٹیلی فون کر کے کہ واپس آ جاؤ اگر کوئی نہیں آیا تو پھر اپنے آپ کو ڈس سمجھے پھر اس کی نوکری نہیں ہو گی۔ تو سات سو لوگ، پہلا سوال یہ ہے کیوں بلا�ا؟ جب بلا لیا چلو حکومت کی secrecy ہے سیکورٹی کی ایک ضرورت ہے انہوں نے بلا لیا۔

لیکن secrecy کی بنیاد پر وہ تو انہوں نے بلا لیا لیکن جب بلا لیا سات سو بندے آپ کی چار دیواری بھی موجود نہیں ہے تمام میڈیا اور فیس بک وغیرہ پر آ گیا کہ وہاں چار دیواری بھی نہیں ہے کیونکہ ہمیں نے بھی ان کی منظوری کا اعلان کر دیا۔ آئی جی صاحب نے مطالبة بھی کر دیا تو یہ سات سو بچے جو غیر مسلح رکھ کر اور اس پر دو یا دشمن ہیں اور ہمارے اس امن کے دشمن ہیں تو جب آپ نے ان کیلئے تیار کر دیا اور ان کو غیر مسلح رکھ کر اور اس پر دو یا تین سپاہی، میں نے جو معلومات کیں کہ دو سیکورٹی کے لوگ تھے یا تین تھے پانچ ہو جائیں تو کیا ہو جائیگا۔ دیکھے میڈم اپسیکر صاحب! ایک ہی سوال ہوتا ہے اور بلوچستان کے عوام یہی سوال کرتے ہیں۔ دوسرا سوال یہی ہے کہ جب آپ نے ان کو ادھر رکھ کر اور آپ نے اُس پر کیوں اُس چار دیواری اور جو خالی جگہ تھی اس وقت تک آپ نے کیوں وہاں پولیس کی نفری نہیں لگائی جائیگی۔ تو میڈم اپسیکر صاحب! ان تمام صورتحال کے حوالے

سے، میں زیارت وال صاحب کا بہت احترام کرتا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی باتوں میں وہ خلل ڈالتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں میں نے کب اس معاملے سے نکل گیا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام حالات کے، یہ خالصتاً اس میں میں نہ ”رَا“ کی طرف جاؤ نگاہ داد کی طرف جاؤ نگاہ این ڈی ایس کی طرف جاؤ نگاہ اپنی ایجنسیز کی طرف جاؤ نگاہ یہ خالصتاً بلوجستان حکومت کی ناکامی ہے اس کی غفلت اس کی ناکامی ہے۔ لہذا اس حوالے سے ہم حکومت سے یہی گزارش کرتے ہیں۔ کہ سو دفعہ آپ کہیں ادھر ادھر جائیں اور نشانات ادھر ادھر لے جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے پھول کے قاتل یہ بلوجستان حکومت ہے۔ اس میں کوئی اور عذر ہمارے لئے قبل قبول نہیں ہے۔ لیکن کیوں قتل کر دیا، کیوں بلا یا گیا؟ کیا مقاصد ہیں؟ یہ ہاؤس کے سامنے پیش کریں اور یہ بتا دیں۔

میدم اسپیکر: زمرک خان صاحب ایک بندہ محرك بات کرتا ہے۔ میں آپ کو موقع دوئی یہ منظور ہو جائے۔ جی ٹریشری نجڑ سے اگر کوئی اس پر رائے دینا چاہتا ہے۔

وزیر تعلیم: شکریہ میدم اسپیکر۔ آج ایوان میں جو تحریک التوا پیش ہے، بہت دردناک، دہشت ناک، دھنگرانہ واقعہ، جس میں ہمارے نوجوان، ٹرینڈ پولیس کے نوجوان شہید ہوئے ہیں، 65 تک، اُس پر تحریک التوا اس وقت ایوان کے سامنے ہیں، میں محکمین کو، ہم آج اسمبلی میں ہیں، یہ آپ کا وہ ادارہ ہے کہ آپ کے پورے صوبے کیلئے قوانین بنائیں۔ اور خود بھی اپنے آپ کو قوانین کا پابند بنائے گا پابندی کریں۔ اور آگے جا کے ہم اپنے صوبے کو، اپنے عوام کو قانون اور اُس کی پابندی کا پابند بنانے کی پوزیشن میں ہوں گے۔ میدم اسپیکر! ہمارے پاس اسمبلی روکر ہیں، یہ جو تحریک التوا ایوان میں پیش ہوئی ہے اُس میں مولانا صاحب اور زمرک صاحب کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ اس کے (B) 72 میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے ”تحریک کا تعلق ایک واحد معین معاملے سے جو حال ہی میں وقوع پذیر ہوا ہو، ہونا چاہیے“۔ اب اس میں جو تحریک التوا انہوں نے پیش کی ہے آپ کے سامنے ہے، آخری جو لائن ہے اُس میں لکھا ہوا ہے ”صوبے میں بینا افراد کا قتل، اغوا برائے تاوان کا سلسلہ پھر شروع ہو چکا ہے“۔ اور اس پر، اسی آپ کے روکر میں ہے، اس سے پچھلی میٹنگ میں بھی ہم بحث کر چکے ہیں سب کے سامنے اور یہ چیزیں ہم خود لا چکے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ تمام چیزیں اسمبلی کے and debate ہوں، جو رہنمائی اپوزیشن کی جانب سے، ٹریشری نجڑ کی جانب سے جو رہنمائی ہمیں فراہم کریں گے ہم گورنمنٹ کے طور پر ان کو accept قبول کریں گے اور ان اقدامات پر جائیں گے جس سے law and order اور دوسرے جو معاملات ہیں صوبے کو چلانے کے، جو بھی بہتری کی باتیں ہوں گی ہم ان پر جائیں گے ان کو قبول کریں گے ہم اس کے بعد بھی سب کی معاونت چاہتے ہیں اور ان کی معاونت اگر ہمیں حاصل ہوگی تو ہم مزید بہتر طریقے سے جاسکتے ہیں۔ یہاں صرف گزارش اتنی سی ہے کہ تحریک التوا ہے۔ کسی

خاص معاملے سے اُس کا تعلق ہوگا اور اس کے علاوہ بھی آپ رکھنا چاہیں ہمارے اپوزیشن کے دوست رکھنا چاہیں مختلف issues پر ہم debate کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور یہ وہ ادارہ ہے جہاں ہم یہ تمہارے چیزیں کر سکتے ہیں۔ دوسری بات میڈیم اسپیکر! مولانا صاحب نے یہاں میڈیا کی بات کہی۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ یہ میڈیا بعض لوگوں کے لئے 24 گھنٹے open ہے۔ اور ہماری جو غریب اسمبلی ہے، اس اسمبلی کے لئے ان کے پاس 2 منٹ 5 منٹ بھی نہیں ہوا کرتے۔ اور مولانا صاحب کی بات درست ہے۔ تقریباً سات گھنٹے بلکہ آٹھ گھنٹے ہم یہاں مسلسل debate کر رہے تھے۔ صحیح اخبار میں تو ایک لفظ نہیں آیا۔ اور سو شش میڈیا پر، الیکٹرانک میڈیا پر بھی اُس کا کوئی تذکرہ نہیں تھا۔ لوگ ہمارے مارے گئے تھے ہم ایک مشکل، تکلیف اور درد سے دوچار ہیں۔ تو یہاں میں گزارش صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں نواب صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارا اپنا جو سر کار کا PTV ہے، وہ کم سے کم اسمبلی کی جو کارروائی ہیوہ direct کو نشر کرے۔ آپ کی جانب سے، Leader of the House کی حیثیت سے اور House کی حیثیت سے یہ پہلے جب شروع میں یہ اسمبلی شروع ہوئی تھی وہ باقاعدہ اس طریقے سے وہ دیتے تھے کارروائی نشر کرتے تھے ابھی انہوں نے بند کر دیا ہے۔ مولانا صاحب نے ایسا وہ کیا تھا لیکن ہم بھی اس کے حق میں ہیں کہ واقعتاً جو کچھ بھی ہے یہی ہے آپ کی۔ یہ آپ کی اسمبلی ہے یہ آپ کی حکومت ہے اس کی کارکردگی ہے اور جس طریقے سے جا رہا ہے یہ عوام سے کسی بھی طریقے سے پوشیدہ نہ ہو۔ اور تمام چیزوں کی ہم یہیں پر debate کریں۔ اس کے علاوہ واقعے کے حوالے سے جو مولانا صاحب تحریک التوالے آئے ہیں میں سب سے پہلے وہ جو متاثرہ خاندان ہیں جن کے شہداء ہیں، ہم یہ پورا ایوان، صوبائی حکومت ہم اس غم میں ان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو غصی ہیں اس کی ہم نے علاج کے حوالے سے کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی ہے۔ لیکن وہ بھی ایک درد، تکلیف اور مشکل سے دوچار لوگ ہیں۔ وہ گورنمنٹ کی حیثیت سے ہم ان کی ہمدرد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تیسرا بات یہ ہے، میں پھر یہ کہتا ہوں کہ یہ آپ کی اسمبلی ہے تمام جو معاملات ہیں اپنے ہیں برے ہیں مشکل اور تکلیف میں ہیں، ہم اُس کو یہاں debate کرنا چاہتے ہیں۔ تو گورنمنٹ کی جانب سے نواب صاحب نے خود مجھ سے کہا کہ اس پر بحث ہونی چاہے۔ سب کی آنی چاہیے اور ہم گورنمنٹ کے طور پر جو وضاحتیں کر سکیں گے، ہم اپنی وضاحتیں ان کو دیدیں گے۔ جو اطمینان دلائلتے ہیں صرف ایوان کو ہی نہیں پورے صوبے کے عوام کو، ہم وہ بیان کریں گے ان کے سامنے رکھیں گے۔ تو اس بنیاد پر میں ٹریشری بخیر کی جانب سے خصوصاً نواب صاحب خود کہہ رہے ہیں اُن کی جانب سے تحریک التوکو بحث کے لئے آپ منظور کریں اور اس پر پھر دو گھنٹے کی بحث ہو پھر اس میں تمام چیزیں آجائیں گی۔ thank you

میڈم اسپیکر: آخري جملے کے حوالے سے آپ نے کیا suggestion دی ہے؟

وزیر تعلیم: کیا؟

میڈم اسپیکر: یہ جو آپ نے آخری کہا ہے۔

وزیر تعلیم: وہ explanation آپ کو دی ہے وہ اس کا حصہ نہیں ہونا چاہے میڈم آپ کا دفتر خود اس کو دیکھ سکتا ہے وہی آپ کے رواز ہیں اس میں چیزیں واضح ہیں وہ جملہ اس کا حصہ نہیں بن سکتا جو واقعہ ہے اس واقعے کے حوالے سے وہ بات کریں اس پر نہیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: زبانی کر سکتے ہیں، جی۔

قائد حزب اختلاف: میڈم اسپیکر! بات زیارت وال اسپیکر صاحب نے ٹینکنیکل طور پر تحریک التوا تو پولیس ٹریننگ سنٹر جملے کے حوالے سے جبکہ اجلاس سے پہلے کیونکہ اس سے پہلے کوئی اجلاس نہیں ہوا ہے حال ہی میں واقعہ پذیر ہوا ہے اور جو اجلاس سے پہلے کوئی واقعہ ہو تو پھر تحریک التوا اس میں آسکتی ہے لیکن دوسری بات یہ ہے کہ ان غوا برائے تاوان اور قتل وغیرہ یہ ان کی تائید کے لئے امن و مان کی مجموعی صورت حال کیونکہ تحریک التوا اس کے لئے ہے اور ان کی تائید کے لئے کہ پھر اس میں اضافہ ہو گیا ہے اس کے علاوہ یہ بھی سارے وہ ہیں وہ بحث میں جو شامل کرنا چاہتے ہیں تو کر لیتے ہیں۔ اگر شامل نہیں کرتے تو یہ ان غوا برائے تاوان وغیرہ نکال دیں، چلو وہ کرتے رہیں ان غوا برائے تاوان لیکن یہ۔۔۔

مولانا صاحب! ایسا ہے کہ، ایک منٹ زیارت وال صاحب ان کی بات، میں روانگ دینا چاہتی ہوں، جی۔

وزیر تعلیم: تو آپ تحریر میں یہاں لا لیں گے۔ وہ اس مخصوص واقعے سے relevant ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو بحث debate آپ کرنا چاہیں گے اُس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بھی جو کچھ آپ کہنا چاہیں گے وہ آپ debate کریں لیکن یہ جو کچھ آپ لے آئے ہیں یا اس قاعدے کے مطابق نہیں ہے اور مجھے کوئی وہ نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے، جی مولانا صاحب۔

قائد حزب اختلاف: اسپیکر صاحب! میں گزارش کرتا ہوں زیارت وال صاحب سے اور سی ایم صاحب سے اور تمام حکومتی ارکان کے ساتھیوں سے کہ اس جملے سے تحریک التوا مسترد نہیں کیا جائے اس کو منظور کیا جائے۔ اگر وہ اس پر بات نہیں کرنا چاہتے ہیں تو چھوڑ دیں۔

میڈم اسپیکر: مسترد نہیں کر رہے ہیں انہوں نے حمایت کی ہے، صرف اس کو حذف کریں گے، میں اپنی رو لگ دی دیتی ہوں اس میں پہلے پوچھ لوں، آیا مشترک تحریک التوا سانحہ پولیس ٹریننگ سینٹر، اذان ہو رہی ہے۔
(خاموشی - اذان مغرب)

میڈم اسپیکر: جی۔

وزیر تعلیم: اپوزیشن کے دوستوں کی اجازت سے کہنا چاہتا ہوں۔ یہ جو تحریک التوا ہے پورے ایوان کی جانب سے تحریک التوا ہو بحث کے لئے منظور کریں گے اس پر پھر debate کریں گے مولا ناصاحب۔
قائد حزب اختلاف: ٹھیک ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ آیا مشترک تحریک التوا بابت سانحہ پولیس ٹریننگ سینٹر کو وہ کو قواعد و انصباط کا رقا عدہ نمبر (2) last 75 کے تحت کر کے مشترک تحریک التوا کے طور پر بحث کے لئے منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مشترک تحریک التوا کو چار نومبر 2016 بروز جمعہ کے اجلاس کے لئے بحث کے لئے منظور کیا جاتا ہے۔ جی شاہدہ روف صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ روف: سب سے پہلے آپ کاشکریہ کے ایک عرصہ بعد ہمیں اذان کی آواز دوبارہ اس ہاؤس میں سنائی دی۔

میڈم اسپیکر: نواب صاحب! یہ دون کے بعد کھلی جاتی ہے بحث کے لئے چار تاریخ کے لئے۔
نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان): میں کل گذانی جارہا ہوں وضاحت کروں گا، پرسوں پھر میرا پاکستان چیمبر آف کامرس کے ساتھ وہاں سینیار ہے اس میں چیف گیٹ ہوں تو آپ next date کر دیں تاکہ میں بھی موجود ہوں۔

محترمہ شاہدہ روف: اسپیکر صاحب! میرا concern بھی یہی تھا ہمارا مقصد صرف debate کرنا ہے ہو یہاں ہم اس اہم topic کو اگر لیکے چلے ہیں یا اس پر discuss کر رہے ہیں ان سب کو تو میں اسی لئے اٹھی تھی اس بارے میں کہنے کے لئے آپ پابند کریں گے اپنے تمام اداروں کو اس ہاؤس کے جتنے ممبرز ہیں ان کو کہ ہم یہاں سے ایک دو گھنٹے بحث کر کے جب اٹھیں تو ایسی policies بنائے کہ اس کو یہاں کچھ اس کو result دے کر کے اٹھیں کیونکہ صرف بحث کرنا ہمارا ایجاد نہیں ہونا چاہیے تو اگر اس دن سی ایم صاحب بھی نہیں ہیں تو میری request ہے آپ سے کہ اس کو آپ please دن کو دیکھتے ہوئے اس کو اس میں رکھیں۔

میڈم اسپیکر: جی ممبر زکو تو جو نواب صاحب کی request پر کہ انہوں نے کہا ہے کہ وہ یہاں نہیں ہوں گے،

نواب صاحب! اجلاس آٹھ کو نہیں سات کو ہے۔

قائد ایوان: ٹھیک ہے کل اور پرسوں ہم اور لوگ نہیں ہو گئے گذانی جا رہے ہیں پھر کراچی اس کے بعد ٹھیک ہے سات تاریخ کو میدم۔

میدم اپسیکر: چونکہ قائد ایوان کا ہونا بہت ضروری ہے اور انہوں نے خود request کی ہے کہ چار نومبر کو وہ یہاں نہیں ہو نگے تمام ممبرز کی بھی یہی خواہش ہے کہ وہ یہاں ہوں اور ہم سب ملک اس موضوع پر بحث کریں تو چار نومبر کی بجائے سات نومبر 2016ء جو بھی دن آرہا ہے اُس کے لئے اس کو بحث کے لئے منظور کیا جاتا ہے۔
جی زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میں تو اس پر کہنا چاہتا تھا لیکن ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں اس لئے کہ بحث 7 تاریخ کو ہو گی میرا تو یہی تھا کہ چار کو بھی ہونا چاہیے، سات کو بھی ہونا چاہیے جب تک ہو ہم اس مسئلہ کو یہ صرف پولیس سینٹر کا مسئلہ نہیں ہے یہ پورے بلوچستان پورے پاکستان کا مسئلہ ہے ہم امن و امان کے حوالے سے اس پر بات کرتے ہیں۔ خیر ہے سات تاریخ کوی ایم صاحب ہو گئے تو ہم اس پر بات کریں گے لیکن ایک چیز اور ہے جب ابھی میں یہاں بیٹھا ہوا تھا کچھ فارما سسٹس آئے تھے بلوچستان کے۔ ان کی ایسوی ایشن کے لوگ تھے وہ چاہتے تھے ان کے مطالبات تھے میرے خیال میں ہیلائٹ فنڈر بیٹھے ہوئے ہیں یا چلے گئے ہیں۔ ایک کمیٹی بنائی تھی سی ایم صاحب نے اور اس پر بات بھی ہوئی تھی کہ ان کے کچھ مطالبات ہیں۔ ان کی سروں اسٹرکچر کی جو کی ہے اس کو complete کرنے کے لئے۔

میدم اپسیکر: منظر ہیلائٹ تو نہیں ہیں اس وقت۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: آپ منظر ہیلائٹ کو بلا لیں۔

میدم اپسیکر: جی منظر ہیلائٹ۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: تو ممبرز بیٹھے ہوئے تھے، اس کمیٹی کے ممبرز تھے، میں بات کرلوں گا، پھر وہ آجائیں گے کیونکہ میرا اپنا کام ہے۔ میدم اپسیکر صاحب! آپ کا جو اجلاس ہے یہ وقت پر ہونا چاہیے، یہ اجلاس اگر آپ وقت پر بلا تے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اگر آپ ہمیں بھی بتادیں کہ سائز ہے پانچ آجائیں تو ہم سائز ہے پانچ بجے آئیں گے۔ ہمارے دو پروگرام اور چل رہے ہیں، اس طرح اسمبلی نہیں چلتی ہے۔ ہم ایک آدمی کیلئے انتظار نہیں کر سکتے میں آپ کو سچ بتاؤ۔ یہاں سارے ممبروں کی ایک ہی حیثیت ہے۔ یہاں جب ہم اندر آتے ہیں سب ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں۔ آپ جو ٹائم رکھتے ہیں، پانچ دس منٹ اور ہو آپ اپنا اجلاس شروع کریں۔ kindly میں آپ سے

request کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: نہیں ایک شخص کا انتظار نہیں تھا۔ پارلیمانی کمیٹی کی جو مینگ تھی اسکے لئے ہم انکا انتظار کر رہے تھے۔ اجلاس کے لئے نہیں کر رہے تھے۔

انجینئر زمرک خان اچنزا: کوئی نہیں آتا ہے تو نہیں آئے سینیٹ کا آپ چیئرمین ابھی دیکھ لیں پانچ آدمی بھی اگر موجود ہوں تو وہ اجلاس شروع کر دیتا ہے۔ نہ کہ اس تو آپ چھوڑ دیں اس کو، اس طرح نہیں ہو سکتا۔ ہمارے اپنے پچاس کام ہوتے ہیں۔ ہم یہاں نہیں بیٹھ سکتے کسی کے انتظار میں۔ کم از کم آپ اپنا اجلاس آئندہ اگر ہم request کرتے ہیں تو ہم اس اجلاس سے پھر با بیکاٹ کریں گے۔

میڈم اسپیکر: نہیں کسی کے انتظار میں نہیں تھا زمرک صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچنزا: کیونکہ ابھی منسٹر ہمیاں نہیں ہے میں ان کا انتظار کروں گا پھر دوسرا منسٹر ہے۔

میڈم اسپیکر: دیکھیں یہ اسمبلی کا کام نہیں ہے کہ وہ منسٹر کو بلاۓ یا کسی کو بلاۓ۔ وہ خود، ان کی اپنی حاضری یقینی بنانی ہے۔ ان کی اپنی حاضری یقینی بنانی ہے۔ If he is sitting in the room --- (مداخلت) جی زمرک خان۔

انجینئر زمرک خان اچنزا: آپ میری بات سن لیں۔ یہاں اسمبلی میں آپ کا کام ہے۔ آپ جب question manswer ہوتے ہیں اس کو آپ نے complete کرنا ہے۔ اپنے منسٹر کی حاضری کو ---
میڈم اسپیکر: اگر وہ application دیں تو یہ ان کا استحقاق ہے زمرک صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچنزا: ٹھیک ہے وہ application دے دیں، ابھی جو یہاں موجود ہیں وہ بھی نہیں آسکتے ہیں تو پھر کیا کریں۔ میں اپنی بات کروں گا، میں جا رہا ہوں میرا اپنا پروگرام ہے۔ میں یہاں نہیں بیٹھ سکتا ہوں بڑی مہربانی۔

میڈم اسپیکر: جی please آپ اپنی بات کریں۔

انجینئر زمرک خان اچنزا: بڑی مہربانی، ان لوگوں نے یہاں کوئی مظاہرہ کرنا تھا، اپنے حق میں اور اپنے مطالبات کے حق میں۔ اور پھر پولیس گئی ان کو کوئی NOC دیا تھا کہ اسکے تحت وہ اپنا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ وہ جب گئے، وہ کہتے ہیں کہ ہم جب گئے تو time انہوں نے تین بجے کا بتایا تھا، شاید تین بجے کے بعد ان کا مظاہرہ ہو۔ کیونکہ اسمبلی اجلاس ان کو کیا پڑھتا تھا کہ یہ دو گھنٹے late شروع ہو رہا ہے۔ تو ان پر لاٹھی چارج بھی ہوا ان کے 22 بندے گرفتار بھی کر دیئے گئے۔ ان کی لیڈر یہاں پر آئی تھیں، جو فارما سسٹس تھے ان سے میری بات ہو گئی، میں تھا

اور مولوی حاذاللہ صاحب تھے ہم دونوں گئے تھے۔ ان کے یہ مطالبات تھے اور یہ کمیٹی بھی بن گئی ہے۔ میرے خیال سے میرے معزز دوست اس کے کچھ ممبرز بھی بیٹھے ہوں گے۔ اور یہاں تک سفارشات سی ایم تک نہیں پہنچانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ وہ جائیں ان کے مطالبات صحیح ہوں یا غلط ہوں، سی ایم صاحب تک تو پہنچائیں، وہ decision لیتا ہے۔ اور پھر ان کو گرفتار کر کے آنسو گیس استعمال کر کے۔ تو میں سی ایم صاحب سے request کرتا ہوں کہ یہ ہمارے صوبے کا سرمایہ ہیں۔ فارماسٹس ہیں ان کا بہت بڑا role ہے۔ وہاں ہستا لوں میں ہماری جو ہیئتہ منسٹری میں ہیں۔ ان کو گرفتار کر کے لے گئے ہیں، لاٹھی چارج کر کے، آنسو گیس استعمال کر کے اور ان کے جو لیڈر فارماسٹس ہیں وہ یہاں آئی ہوئی تھیں۔ ان کے یہ مطالبات ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ ان کو آرڈر دے دیں۔ آئی جی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کو رہا کر دیں اور ان کے ساتھ مذاکرات کریں۔ بلکہ ان کا ایک workframe اور وہ جو مطالبات ہیں جو کمیٹی بنی ہوئی ہے آپ ان کی سفارشات تو منگولیں سی ایم صاحب؟ آپ کا جو نیچے شاف ہے جو ہیئتہ میں بیٹھے ہوئے ہیں سیکرٹری یا ایڈیشنل سیکرٹری، وہ نہیں چاہتے ہیں کہ یہ آپ تک پہنچ جائیں۔ آپ ان کی کمیٹی کو بلائیں اور ان کو رہا کر دیں۔ میں نے بس یہی ایک ان کے حق میں یہ بات کرنی تھی۔ باقی ہیئتہ منسٹر آئینگ وہ خود بیان کر دینگے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی نصراللہ زیرے صاحب! آپ اس کمیٹی میں ہیں؟ Are you in that committee?

جناب نصراللہ خان زیرے: Yes, Yes I am a Thank you Madam speaker

Member of that committee.

میڈم اسپیکر: جی جی ٹھیک ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ایسا تھا کہ ہمارے فارماسٹس اور ڈرگ انسپکٹر کا سروں اسٹرپھر کا problem تھا ان کا fortier ان کی تنخوا ہوں کا مسئلہ تھا پھر وزیر اعلیٰ صاحب نے کمیٹی بنائی، منسٹر ہیئتہ تھے، دشمن بادینی صاحب تھے اور اس میں میں تھا۔ پھر ہم نے اس سلسلے میں کافی میٹنگیں بھی کیں۔ اور ہم نے پورا ایک ڈرافٹ بنایا وہ ایڈیشنل سیکرٹری صاحب تھے اُس وقت، ان کے حوالے کیا۔ آپ یعنی کریں کہ اس ایڈیشنل سیکرٹری صاحب نے اس کمیٹی کی توہین بھی کی۔ ہم نے اس پر احتاج بھی کیا کہ جب کمیٹی نے اس پر approval دی ہے تو آپ براہ کرم سمری بنا کر وزیر اعلیٰ صاحب کے سامنے پیش کریں۔ لیکن اب تک وہ سمری آگئے نہیں جاسکی۔

میڈم اسپیکر: کہاں سے نہیں جاسکی؟

جناب نصراللہ خان زیرے: جی سیکرٹری کے آفس سے آگے نہیں جا سکی۔ نہیں ایس صاحب کے پاس اور نہ یہ سی ایک کے پاس۔ تو آج ان کا دوبارہ یہاں اسمبلی آنے کا ان کا پروگرام تھا۔ ابھی پر لیں کلب کے سامنے ان کی گرفتاری ہوئی ہے ان پر لاٹھی چارج بھی شاید ہوا ہے۔ تو kinidly اس حوالے سے منظر ہیلتھ کو پابند کیا جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب خود اس پر دلچسپی لے لیں۔ اور یہ جو ان کے demand ہیں ان کو پورا کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: جی گورنمنٹ کی طرف سے کوئی اس پر response دینا پسند کریں گا؟ زیارت وال صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: منظر ہیلتھ کو بھی بلا لیں۔

میڈم اسپیکر: منظر ہیلتھ کو بلا یا ہے وہ خود آئیں گے نا، ہم پکڑ کے تو نہیں لاسکتے۔ جی۔

وزیر تعلیم: میڈم اسپیکر! جو ہمارے فارما سسٹس وہ یہاں آئے ہیں اسمبلی کے سامنے۔ میں نے نواب صاحب یہاں نہیں تھے، میں ان کو clear-cut بتا چکا ہوں کہ یہ کام ہم کریں گے۔ آپ لوگوں کی جلوس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ لوگ جلوس نہیں نکالائیں، صورتحال جس طریقے سے ہے۔ جی۔

قائد ایوان: میں کہتا ہوں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے کہ ہر چیز پر جلوس۔ ہر چیز پر جلوس۔

وزیر تعلیم: جو صورتحال ہے، law and order کی وہ ایسی ہے کہ آپ یہ نہ لائیں۔ میں ذاتی طور پر ان کے ساتھ commit کر چکا ہوں کہ نواب صاحب آجائیں گے سمری جہاں پڑی ہے وہاں سے move کریں گے۔ اور اس پر کام کریں گے۔ اور آپ کا سروس سٹرکچر بنا کر آپ کو دیدیں گے اس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے نہ اس میں کوئی رکاوٹ ہے۔ لیکن اس کے باوجود پتہ نہیں کہ کس کے کہنے پر یہ خواخواہ کی یہ باتیں کر رہے ہیں۔ اب جو بھی اس کے پاس جانا چاہتے ہیں وہ چلے جائیں۔ ہم پہلے سے کہہ چکے ہیں اور وعدہ کر چکے ہیں ان کے سروس سٹرکچر بنا کر کے دے دیں گے۔ اب یہ ”کہ آج بنا کر دے دو“ یہ تو پھر اس کی بات نہیں ہے۔ تمام چیزوں کو دیکھنا پڑتا ہے۔ کہ اس کے financial impact کیا ہے اور اس کے ڈیپارٹمنٹل اثرات کیا ہیں۔ تمام چیزوں کو دیکھ کر ایک چیز بنا کیں گے۔ گورنمنٹ ہے ادارے ہیں پالیسیاں ہیں۔ اس سے پہلے نہیں بناتا ہب ہم بنانے جا رہے ہیں بنا رہے ہیں۔ لیکن اس کے معنی یہ تو نہیں ہیں کہ اب جو بھی ان کو بتائیں گے اس کے باوجود۔ یہاں آئے تھے مجھ سے کہا میں نے آپ کو بتا دیا تھا۔ اس نے کہا ”ہم معافی مانگتے ہیں“۔ ابھی یہ اُسکی معافی سے ہم کیا کریں گے؟

میڈم اسپیکر: زیارت وال صاحب! ہیلتھ منٹر آگئے ہیں ان کو بھی موقع دیں۔

وزیر تعلیم: ہیلتھ منٹر بھی، وہ یہی گورنمنٹ کی بات ہے۔

میڈم اسپیکر: جی وہ ممبر کمیٹی ہیں، ان سے پوچھوں۔

وزیر تعلیم: ہمیلتھ منظر ہو، جو بھی ہو میں ہوں۔ یہی ان سے کہا تھا کہ آپ کے سروں اسٹر کچر پر ہم کام کر رہے ہیں۔ جہاں آپ کی سمری پڑی ہوئی ہے اسکو وہاں سے اٹھائیں گے اور باقاعدہ نواب صاحب سے، چیف سیکرٹری صاحب سے اور نواب صاحب سے پاس کروائیں گے اور میں گیا کیا کہتا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کا point آ گیا۔

وزیر تعلیم: یہ میں ان کو بتا چکا ہوں، اس کے علاوہ اور کیا کہتا ہوں ان کو۔ ابھی جب یہ جائیں گے ان کو کیا کہیں گے؟

میڈم اسپیکر: ابھی بھی کچھ لوگوں کو صحیح دیتے ہیں۔

وزیر تعلیم: ٹھیک ہے ان کو آپ بھجوادیں بالکل۔

میڈم اسپیکر: جی ہمیلتھ منظر رحمت صاحب! اگر kindly آپ اس issue پر جو ہمارے فارماسٹس ہیں ان کے لیے وہ آئے ہوئے ہیں سارے۔ جی اس پر آپ اپنی کوئی رائے دینا چاہیں گے۔ کیونکہ آپ کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں۔ فارماسٹس یہاں آئے ہوئے ہیں وہ اپنی بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب رحمت علی صاحب بلوچ (وزیر صحت): اس میں میرے خیال میں آزربیل MPA نصر اللہ زیرے صاحب ممبر ہیں ہمارے اُس نے تفصیل سے بتایا ہوگا۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں بتا دیا انہوں نے۔

وزیر صحت: ان کا actually یہ ہے کہ اس کی ایک سمری ڈیپارٹمنٹ نے move کی ہے۔ ایک سمری نوٹ ہے جس میں فورٹائز سسٹم ہے پورے ملک میں ہے، چاہے وہ ڈاکٹرز ہوں یا فارماسٹس ہوں۔ اور تمام ڈیپارٹمنٹس میں ایک سسٹم ہے جس کو فورٹائز کہتے ہیں۔ اُس کے تحت ان کا demand تھا۔ یہ پچھلے اُس وقت جب ڈاکٹر عبدالمالک صاحب چیف منستر تھے، اُس وقت ان کا احتجاج ہوا تھا، یہ کمیٹی form ہوئی تھی۔ تو ان کی چھان بین کی بعد تمام ہم ممبرز نے اس پر agree کیا۔ اور اس سمری کو ہم نے move کی۔ کچھ ٹینکیکل مسئللوں کی وجہ سے سمری آگے نہیں چلی گئی۔ کیونکہ یہ پہلے ڈیپارٹمنٹ سے پھر فناں جائیگا۔ فناں کے بعد پھر S&GAD اور چیف سیکرٹری سے چیف منستر کو جائے گا۔

میڈم اسپیکر:

ابھی اس وقت آپ بتائیں کہ یہ جو سارے لوگ ہیں ان سے آپ کیسے کہیں گے۔

وزیر صحت: میں ان سے آج ملا تھا۔ میرے پاس آئے تھے ان کے باقی ساتھی میرے چیئرمین میں بیٹھے ہوئے

ہیں مجھے جو نبی پتہ چلا میں اُن سے ملنے گیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے مسئلے کو ہم move کریں گے چیف منٹر صاحب کو منظوری کے لیے۔ اور ڈپارٹمنٹ نے agree کیا ہے ایک حد تک۔ ہم دونوں سمری کو چجان بین کر کے پھر ایک سمری ہم بھیج دیں گے۔ thank you

میڈم اسپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ تو آپ انھیں ابھی تسلی دینے جائیں گے؟ وہ لوگ کھڑے ہیں اگر؟

وزیر صحت: جی ہاں جائیں گے۔ کیوں نہیں جائیں گے۔

میڈم اسپیکر: جی آپ لوگ جائیں۔ جن ممبرز کے میں نے بتایا نہیں please آپ تشریف رکھیں۔ پہلے اس مسئلے کو ہم حل کر لیں۔ آپ تشریف رکھیں لہڑی صاحب! آپ جائیں۔ رحمت بلوچ صاحب! اگر آپ بھی چلے جائیں کیونکہ آپ چیئرمین ہیں۔ اور نصر اللہ زیرے! آپ بھی please جائیں تاکہ آپ انھیں تسلی دیں۔ منظر صاحب! please میں آپ سے کہہ رہی ہوں کہ آپ، لہڑی صاحب اور نصر اللہ زیرے صاحب جائیں اور انھیں تسلی دیں۔ منظور صاحب! ایک منٹ مولانا صاحب کو پھر میں آپ کو ٹائم دیتی ہوں۔ جی مولانا صاحب۔

مولانا عبدالواحش (قائد حزب اختلاف): میڈم اسپیکر صاحبہ میں سی ایم صاحب کی اور پوری حکومت کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ بلوچستان پلک سروس کمیشن کے امتحانات 14 نومبر سے 9 دسمبر تک۔ اور اسی طرح 17 نومبر سے بلوچستان یونیورسٹی کے ایم اے اور ایم ایس سی کے امتحانات ہو رہے ہیں۔ لہذا امیدواروں نے دونوں امتحانوں کے لیے فارم جمع کیے ہیں، ایک یہ ہے ایک امتحان کے لیے دوسرا امتحان چھوڑنا پڑیگا۔ مثلاً اگر ایم اے ایم ایس سی کا امتحان امیدوار چھوڑ دیں تو ایک طرف ان کا سال ضائع جائیگا دوسری طرف انگلے سال سے اس کے امتحان نہیں دے سکتے۔ کیونکہ آئندہ سال پی سی ایس کے امتحان کے لیے ایم اے اور ایم ایس سی کا ہونا شرط ہے۔ لہذا سی ایم صاحب! آپ کی توجہ چاہیئے۔

میڈم اسپیکر: جی مولانا صاحب جاری رکھیں۔

قائد حزب اختلاف: اگر چیف منٹر صاحب حکومت وہ چیئرمین میں پلک سروس کمیشن سے رابط کر کے کہ یہ امتحانات مارچ اور اپریل میں رکھیں تاکہ یہ ایم اے اور ایم ایس سی کے امتحانات سے فارغ ہو جاتے ہیں پھر وہی لڑ کے وہاں حصہ لے سکتے ہیں کیونکہ اب دونوں امتحانات ہیں جو اس میں حصہ نہیں لے سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: زیارت وال صاحب! چونکہ یہ آپ سے تھوڑا تعلق رکھتا ہے آپ ذرا اس پر کوئی۔۔۔

وزیر تعلیم: میڈم اسپیکر! مولانا صاحب کا پواسٹ آف آرڈر valid وہ ہے کیونکہ پچھے جو ہمارے جو۔۔۔

میڈم اسپیکر: کافی لوگ یہاں آئے ہیں۔

وزیر تعلیم: ہاں وہ امتحان دے رہے ہیں پہلک سروس کمیشن میں بھی appear ہو رہے ہیں اور ایم اے اور ایم ایبس سی کے exam بھی دے رہے ہیں ہم یا تو یونیورسٹی سے کہیں گے کہ وہ اپنا شیدول change کرے یا پہلک سروس کمیشن سے کہیں گے کہ وہ اپنا شیدول بعد میں رکھے۔ دونوں بیک وقت نہیں ہو سکتے کیونکہ ہمارے جو ہیں وہ اس میں بھی appear ہو رہے ہیں اور اس میں بھی candidate ہیں وہ اپنا شیدول بعد میں رکھے۔ معقول بات ہے اور اس کے نواب صاحب کو بھی بتاتے ہیں کہ پہلک سروس کمیشن اور یونیورسٹی کے جو وائس چانسلر ہیں، گورنر صاحب کو بھی بتادیں گے، دونوں میں سے دونوں کو بھاکرا ایسا ایک شیدول مرتب کریں گے کہ ایک امتحان کے ختم ہونے کے بعد دوسرا امتحان شروع ہو۔ ایسا ہی ہے میرے خیال میں۔

میڈم اسپیکر: آپ کی یقین دہانی پر تو یہ جلد ہو جائیگا کیونکہ یہ 3rd سے شروع ہو رہے ہیں وہ بتارہے ہیں۔

وزیر تعلیم: جی۔

میڈم اسپیکر: 3rd نومبر سے۔

وزیر تعلیم: 3rd سے شروع ہو رہے ہیں تو یونیورسٹی کے 3rd سے تو شروع نہیں ہو رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: یونیورسٹی کے مولانا صاحب! 3rd سے شروع ہو رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف: یونیورسٹی کے بھی میرے خیال۔۔۔

وزیر تعلیم: یونیورسٹی کے اگر شروع ہیں تو پہلک سروس کمیشن سے کہنا پڑیگا جب یونیورسٹی کے امتحان ختم ہوں گے آپ اسکو شروع کریں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف: میرے خیال میں لڑ کے جب وہاں پہلک سروس کمیشن کے چیزیں میں سے بھی ملے تھے۔ لیکن سب سے آسان مسئلہ پہلک سروس کمیشن کا ہے کیونکہ اس میں تو بہت دور دراز علاقوں کے دوسرے صوبے کے بھی اس میں involve ہیں اور وہ بہت لمبا ہے۔ لیکن پہلک سروس کمیشن والے اپنے امتحانات کو وہاں مارچ اپریل تک کر دیں لیں یہ مسئلہ آسان ہو جائیگا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے انہوں نے یقین دہانی کرادی ہے۔

وزیر تعلیم: نواب صاحب کی طرف سے ان کو لیٹر چلا جائیگا کہ یونیورسٹی سے امتحان کا شیدول لینے کے بعد جب وہ ختم ہو جاتا ہے اُس کے بعد یہ امتحان شروع ہو جاتا ہے۔ بیچ میں تین چار دن کا وقفہ اس لیے چاہیے کہ پہلک

سروس کمیشن کے exam کے لیے پورے province سے لوگ آئیں گے۔ تو اس میں ایک امتحان دینے کے بعد جوشیدوں ہے وہ ایسی ہو کہ دوردارز سے ہمارے جو candidate یہاں پہنچ سکیں۔ نواب صاحب کی جانب سے لیٹر چلا جائیگا اور پلک سروس کمیشن اس پر پابندی سے کام شروع کریگا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے thank you منظور کا کڑ صاحب۔ You are point of order.

جناب منظور احمد خان کا کڑ: میڈم اسپیکر۔ ایک اہم موضوع تھا جس کی توجہ ضروری تھی پورے ایوان کے سامنے لانا۔ اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے، سی ایم صاحب اور آئی جی صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسی فلور پر بار بار میں ذکر کرتا رہا لینڈ مافیا کے حوالے سے۔ کچھ ایسی چیزیں ہیں جو کرنے والی ہوتی ہیں، ہم ڈیپارٹمنٹس نہیں کرتے ہیں جونہ کرنے والی ہوتی ہیں وہ ہم کرتے ہیں اُس کی وجہات بھی سب کو پتہ ہیں کہ نہ کرنے والے ہم کیوں کرتے ہیں اُس کی وجہ کیا ہے کہ ہم کرتے ہیں۔ لینڈ مافیا جس کا جس کے ساتھ جو سلسلہ ہے میں یہ نہیں کہتا کہ تمام ڈیپارٹمنٹس، اچھی بڑی ہر جگہ پائی جاتی ہے لیکن پہلے میں نے نشاندہی کی تھی ویسٹرن بائی پاس کے حوالے سے کچھ زمینوں پر قبضہ ہو رہا تھا۔ ایئر پورٹ روڈ پر، میں ایئر پورٹ روڈ پر زمہ کے سامنے لوگوں کی کچھ انتقالی زمینیں ہیں۔ ان پر لوگ قبضہ کر رہے ہیں جس پر dispute چل رہی ہے لڑائیاں ہوں گی تصادم ہو گا تو میں اس میں involve ہو جائیں گی تو چند ایسے اور issues ہیں جو ہم توجہ بار بار دلار ہے ہیں ڈیپارٹمنٹس کو۔ لیکن وہ کبھی بھی اس کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ ایک الیہ بھی ہے کہ ہم دس دن تو بہت، اس میں دلچسپی لیتے ہیں لیکن دس دن کے بعد پھر ہماری کوئی دلچسپی نہیں رہتی وہ دلچسپی ہماری ختم ہو جاتی ہے۔ سانحہ ہوا ہمارے سامنے جس پر ابھی تحریک التوا بھی آئی۔ اس سے پہلے بھی ہوا تھا پھر یہ واقعہ ہوا۔ بار بار ہم نشاندہی کرواتے ہیں میڈم اسپیکر۔ سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میں توجہ چاہتا ہوں سی ایم صاحب کا۔ اور آئی جی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں چیف سیکرٹری صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ جیسے کہ کچھ روڈ پر ہنا اوڑک جاتے ہوئے وہاں کافی عرصہ سے موٹر سائیکلوں کی ریس ہوتی ہے اور بچے دونوں ڈینگ بھی کرتے ہیں اس میں تقریباً 200 کے قریب بچے فوت ہو چکے ہیں 100 کے قریب زخمی ہو چکے ہیں۔ اس جمعہ کو بھی دو جوان اس میں فوت ہوئے ہیں۔ تو میں بار بار یہی اشارہ کرتا رہا ہوں اب پھر کر رہا ہوں کہ اس کو خدا کے لیے روکا جائے۔ جیسے ایک بھی ایئر پورٹ روڈ پر بچے کرتے ہیں اور یہ جو میں کچھ روڈ ہے اس پر بچے کرتے ہیں تو میں یہی request کروں گا آئی جی صاحب سے کہ باقاعدہ اس پر وہاں پولیس کی ڈیوٹی لگائی جائے، جمعہ کو اور اتوار کو جب چھٹی ہوتی ہے تو تمام شہر کے بچے وہاں جاتے ہیں۔ اس سے آگے بھی ایک point ہے جو پہاڑی ہے وہاں بھی بچے موٹر سائیکلیں چڑھاتے ہیں اس سے بھی کافی نقصانات ہو رہے ہیں اور ہماری جو جوان نسل ہے جو ہمارا

مستقبل ہے اس کو اگر ہم بچا سکتے ہیں تو یہ ہمارا کام ہے اُسکو ہم بچائیں۔ تو یہی request کروں گا آپ کے تو سط

سے۔ Thank you thank you

میڈم اسپیکر: شکریہ۔ مشیر برائے وزیر اعلیٰ بلوچستان برائے قانون و پارلیمانی امور قواعد و انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ نمبر 233 کے تحت ترمیمی مسودہ قواعد کی تحریک پیش کریں۔

سردار رضا محمد بڑیج (مشیر وزیر اعلیٰ بلوچستان برائے قانون و پارلیمانی امور): thank you میڈم۔ میں مشیر وزیر اعلیٰ بلوچستان برائے قانون و پارلیمانی امور، قواعد و انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ نمبر 233 کے تحت باب نمبر 7 کے بعد نیا باب (A) 7 کا توجہ دلا و کا نوٹس یعنی call attention notice میں اضافے کی بابت ترمیمی مسودہ قواعد کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ ترمیمی مسودہ قواعد کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تحت متعلقہ مجلس قائدہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔

قومی مالیاتی کمیشن کی رپورٹ کا پیش کیا جانا۔ وزیر خزانہ! قومی مالیاتی کمیشن کی پہلی شماہی سالانہ monitoring report جولائی تا دسمبر 2015ء ایوان کی میز پر رکھیں۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (وزیر خزانہ / قائد ایوان): میں وزیر خزانہ، قومی مالیاتی کمیشن کی پہلی شماہی سالانہ monitoring report جولائی تا دسمبر 2015ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: قومی مالیاتی کمیشن کی پہلی شماہی سالانہ monitoring report جولائی تا دسمبر 2015ء ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔ جی جی پلیز آغا صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: میڈم! اجازت ہے؟ میڈم اسپیکر! جس طرح سردار صاحب بھوتانی صاحب نے کہا کہ گذانی میں جو حادثہ ہوا تھا اُس میں کافی جانیں ضائع ہوئی ہیں اور بڑا اندوہ ہنا ک حادثہ ہے۔ اور اس سلسلے میں سردار صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ شاید گورنمنٹ کے اُس میں یہ ہے کہ ہم اس شپ بریلینگ کو اُس وقت تک بند کریں گے جبکہ اُس کا fulfill نہیں ہو جائے۔ تو اس سلسلے میں میری ایک گزارش ہے میڈم اسپیکر! کہ گذانی صوبہ کی صنعت کا ایک حصہ ہے اور جس پلات پر یہ حادثہ ہوا ہے اُس سے نیچے میرا پلات ہے اور یہ پلات شاید سردار صاحب ہیں مجھے یاد پڑتا ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ جو حادثہ ہوا ہے واقعی بڑا غلط حادثہ ہوا ہے اور اس میں اسمگنگ کا عنصر بھی شامل ہے اس کی انکوارری ہونی چاہئے۔ اس کی جو گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ ہے اُس کے خلاف بھی انکوارری ہونی چاہئے۔ کیونکہ اس میں کشم بھی involve ہے اس میں باقاعدہ گورنمنٹ کی دیگر ایجنیز بھی involve ہیں یہاں

1 سو 37 پلاس ہیں۔ اور اس وقت 1 سو 37 میں سے 87 پلاس پر جہاز کھڑے ہیں جنکی بریکنگ ہو رہی ہے۔ اور اس میں ایک بہت بڑی لیر involve ہیں اور اس سے بلوچستان گورنمنٹ کو اچھی خاصی آمدی بھی آ رہی ہے۔ میرے خیال میں جب سانحہ وہاں جو ہوا تھا گارمنٹس فیکٹری جو جلی تھی اس میں کتنے سو آدمی جلے تھے اُس وقت سنہ گورنمنٹ نے سنہ انڈسٹریل اسٹیٹ کو بند نہیں کیا تھا۔ میری یہ گزارش ہے کہ ان کے خلاف انکو اڑی ہونی چاہئے اور انکو اڑی کمیشن میں ایسے لوگ ہونے چاہئیں، چیف منٹر صاحب کی توجہ چاہوں گا کہ وہ یہ ہے ہر انکو اڑی یا جو کمیشن ہوتا ہے اُس میں اُن لوگوں کو ڈالا جاتا ہے جس کو اس معاملے کا پتہ بھی نہیں ہوتا ہے۔ یہ جہاز جو بھی یہاں لنکر ہوتا ہے اُس کو پہلے NOC ملتا ہے ڈپی کمشنر اُس کو NOC دیتا ہے۔ پھر اُس کے بعد سیلز ٹکنکس والے این اوی ددیتے کشم و والے دیتے ہیں انوار گورنمنٹ والے دیتے ہیں اور لوکل اخبار ٹیز سے بھی این اوی لینا پڑتا ہے۔ تو یہ دیکھا جائے اور اس میں یہ check کیا جائے۔ لیکن باقی لوگوں کے کام کو disturb نہیں کیا جائے۔ پیشک جو بھی safety measurements ہیں اُن کو چیک کیا جائے۔ جن جن پلاٹ میں safety نہیں ہے اُن کو بند کر دیا جائے۔ اس میں اچھے اچھے پلاس ہیں دیگر اس میں کپنیاں involved ہیں۔ بڑے لوگوں نے اس میں انواع میں کیتے ہیں اربوں روپوں کی اس میں انواع میں بھی کام بند کر دیا جائے غیر ضروری۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ جی جو لوگ illegal کا طریقہ کارہے اُس کو نہیں بند کر دیا جائے اُن کو بند کر دیا جائے لیکن کام کر رہے ہیں اُس میں کروڑوں روپے دن کا انٹریسٹ چلتا ہے۔ تو میری اس سلسلے میں گزارش ہے چیف منٹر صاحب سے چیف سیکرٹری صاحب سے کہ پیشک جن لوگوں کے پلاس پر safety measures ہیں NOCs نہیں لیتے ہیں اُن کے کام بند کئے جائیں۔ لیکن جو فارمل طریقہ پر اچھے طریقے سے کام چلا رہے ہیں ان کو کام کرنے کی اجازت دی جائے اور وہ کام کریں گے۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: thank you جی سردار عبدالرحمن کھنیران صاحب! جی آپ کا نام لیا ہے۔

سردار عبدالرحمن کھنیران: میڈم! ایک تو میں گزارش کروں گا کہ میں تو قیدی آدمی ہوں سی ایم صاحب کے نہ دفتر جا سکتا ہے نہ گھر جا سکتا ہوں۔ یہ منٹر صاحبان ان کی کی بنیٹ میں بھی ہوتے ہیں یہاں بھی ان کی مجلس ہوتی ہیں تو میری سی ایم صاحب سے گزارش ہے کہ ہمیں تھوڑا سامن لیں۔ میڈم اسپیکر! سی ایم صاحب اور چیف سیکرٹری صاحب کی توجہ دلاؤں گا۔ یہ جو گذلانی کا مسئلہ ہے آغا صاحب نے takeup کیا ہے۔ اس سے پہلے ڈاکٹر صاحب نے۔ اس ناپ قول کا ہم کو چالیس بیتائیں یہ سال پہلے پتہ ہے۔ کہ 137، 133، ڈکھے ہیں۔ ایک ڈکھے پر دو جہاز لگتے ہیں پھر وہ اُس کا کیا طریقہ ہوتا ہے۔ کوئی سائنٹ، پینٹنگ، ستر جو ڈکھے ہیں اُن پر کام ہوتا ہے باقی

آگے کھلا سمندر ہے وہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ بیڈی اے کی ملکیت ہے اس پر بڑا حساب کتاب ہے۔ وڈیرہ خدا بخش کے زمانے سے وہ چونکہ اُس علاقے کا رہائشی ہے۔ اُس کا بیٹا بھی سابق سینیٹر ہے حمید۔ تو زمینوں کا چکر ہے وہ الگ بحث ہے۔ میں آغا صاحب کی بات کو second کروں گا سیکرٹری صاحب سے بھی میری گزارش ہے اور سی ایم صاحب سے بھی کہ ایک آدمی کے قصور پر سب کو مزامنہ دیں۔ اس میں LC کھلتی ہے اس میں بینک اون ہے اور daily کے طور پر ان کو interest پڑتا ہے۔ اس پر انہوں نے بتایا ہے کہ اس پر جب جہاز کھلے سمندر میں پہنچتا ہے، انٹرنشنل مارکیٹ میں جب ہم خریدتے ہیں، اُس کے بعد کھلے سمندر میں آتا ہے وہاں کشم کلیرنس ہوتی ہے، وہاں آکٹرائے ہوتا ہے۔ وہاں ڈسٹرکٹ جو میونسپل کمیٹی ہے وہ کلیرنس دیتی ہے وہ این اوی دیتی ہے تمام ڈیپارٹمنٹس کشم سے لیکر جو بھی ہیں، اُس کے بعد آکے اُس کو tow کر کے یا وہ خود چل کے وہ وہاں برینگ کے لیے آتا ہے۔ اب اس میں، ہر آدمی وہاں ارب پتی نہیں ہے کروڑ پتی نہیں ہے۔ پیٹھکیدار بھی وہاں کام کرتے ہیں۔ اور اس میں thirty, seventy, twenty, eighty ratio کے ہوئے کہ اتنے عرصے میں وہ bank، تمام banks involve ہیں میڈم اسپیکر! اور insurance کا بھی ہے。 daily basis پر جو ایگر یمنٹ کیا جاتا ہے اُس میں بھی time limit ہوتی ہے کہ اتنے عرصے میں وہ break کریں گے اگر وہ fail ہوتا ہے تو اُس پر fine ہوتا ہے۔ تو میں آغا صاحب کی بات کو اس میں taxes کی مد میں کروڑوں روپے گورنمنٹ آف بلوچستان، سنٹرل گورنمنٹ کو ملتے ہیں۔ متعلقہ میونسپل کمیٹی ہے گلڈانی کی اُس کو ملتے ہیں۔ اور ہزاروں کے حساب سے وہاں لیبر کام کر رہی ہے۔ اگر آپ اسکو مکمل بند کریں گے ہزاروں لوگ بیرون گارہوں گے وہ صحیح کاتے ہیں شام کو کھلاتے ہیں۔ تو میں آغا صاحب سے کہ اس کی گزارش kindly ہے سی ایم صاحب سے کہ اس کی انکوارٹری ہونی چاہئے۔ کہ یہ آئل ٹینکر تھا اس میں آئل تھا وہ blast کر گیا۔ تو اُس پر بالکل مکمل انکوارٹری ہو جو بھی اُس کا ذمہ دار ہے اُس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ جو دھوکہ کروڑ جاتی ہے یہ تقریباً آدھا کلو میٹر دوسرے گزر رہی ہے اُس کے لئے بھی آپ suggestions دیں گے next اس میں۔ میڈم اسپیکر! اس پر آپ سے گزارش ہے آپ کے توسط سے گزارش ہے چیف سیکرٹری اور سی ایم صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ دوسرا جواہم ایشو ہے میں اُس پر کہ اکتیس تاریخ کو، آئی جی صاحب تشریف رکھتے ہیں، اکتیس اکتوبر کو آن زیادبیل آئی جی کے آفس سے لیٹر جاری ہوا ہے تھریٹ کاشاید آپ کے پاس بھی سو شل میڈیا پر آیا ہے ہمیں اُس کی کاپی مل گئی ہے اور اُس میں same جو، یا یوب قریشی کے دستخطوں سے جاری ہوا ہے اُس میں انہوں نے ڈیلائن باضابطہ دی ہوئی ہے کہ next seventy two hours پھر کوئٹہ کو threat mention ہے۔ اُس میں انہوں نے

کیئے ہوئے ہیں کہ PTC ہے فلاں ہے فلاں ہے۔ تو kindly یہ جو دو واقعات جو آٹھ اگست کو ہوئے ہیں یا یہ پچھلا جو PTC والا ہوا ہے جب یہ لیٹر انہوں نے جاری کیا ہے تمام DIGs through out تمام DPOs، تمام DPOs، Balochistan dispatch further یہ ہوا ہے آج 2 تاریخ ہے 2nd, next seventy two hours start from 31st, یا ہوا ہے تو اُس میں precautionary motives کے ساتھ یہ دیکھیں۔ اسمبلی کا تو آپ نے جو بھی سلسلہ بن گیا ہے کبھی یہ گیٹ بند کبھی وہ گیٹ بند، کبھی ادھر سے انٹری کریں۔ اسی طریقے سے آپ کے آزیبل ممبر زصا جان move بھی کر رہے ہیں اُن کے گھر بھی ہیں تو اس میں میری گزارش ہو گئی سی ایم صاحب سے بھی اور آئی جی صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں کہ law enforcement agencies جو بھی ہیں اُن کو alert رکھیں کہ جو بھی یہاں انہوں نے mention کیا ہوا ہے اگر یہ کہیں تو ان کو میں لیٹر پڑھ کر سننا بھی سکتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: نہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: waste ہو گا آپ کا۔ تو جہاں جہاں انہوں نے mention کیا ہوا ہے اُس پر یہاں کا ضیاع نہیں ہو۔ موت زندگی تو اللہ کے ہاتھ میں ہے لیکن جس حد تک یہ کر سکتے ہیں میری گزارش ہو گی۔ thank you

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب!

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: بڑی مہربانی میڈم اسپیکر۔ یہ ہماری ہمدردیاں تمام یہ گذانی میں جو واقعہ پیش آیا ہے ان بیچاروں کے ساتھ اتنا ظلم ہوا ہے ایک شخصی پلاٹ پر جو 54 نمبر ہے and it is belong to وڈیرہ محمد اور عطاء اللہ، اس پر یہ واقعہ ہوا ہے۔ انہوں نے illegally جو جہاز میں تیل بھی ہے، کشمپ اور انوار گورنمنٹ والوں نے کلیئرن بھی نہیں دی ہے۔ یہ encroach اور قبضہ شدہ پلاٹ ہے۔ 1 سو 33 میں سے صرف 32 BDA کے پاس ہیں، باقی سب BDA ہائی کورٹ گئی ہے۔ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے کلیئر کیا ہے۔ ہمارے SMBR میں یہ ایک سال ڈیڑھ سال سے پڑا ہوا ہے۔ باقی یہ انکوائری ہونی چاہئے ان تمام حضرات اور مکملوں کے خلاف جو اس کے ذمہ دار ہیں۔

میڈم اسپیکر: شکر یہ۔ جی ڈاکٹر صاحب! آپ کی بات مکمل ہو گئی۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: جو جوف نگیاں ہوئی ہیں جو زخمی ہوئے ہیں اُن کو assistance دی جائیں جو زخمی ہوئے ہیں اُن کو فیدر ل گورنمنٹ، پروشن گورنمنٹ کا assistance ہو۔ مہربانی۔

میڈم اسپیکر: شکریہ۔ جی میر خالد لانگو صاحب You are on point of order

میر خالد لانگو: جی ہاں، شکریہ میڈم اسپیکر۔ سب سے پہلے تو میں یہ جو دو واقعات ہوئے تھے ایک جو پولیس ٹریننگ سنٹر میں اور ابھی یہ جو گذاری والا، اُس پر افسوس کا اظہار کرتا ہوں اور خاص کر جو ٹریننگ سنٹر میں معاملات کو جس طرح حکومت نے سنپھالا۔ ظاہر ہے دشمن دو قیوں خود کش تو دنیا میں امریکہ میں بھی نہیں روکے جا رہے ہیں، وہاں ہو رہے ہیں۔ لیکن جس طرح ہمارے جوانوں نے پولیس نے FC نے معاملات سنپھالا گو کہ بہت بڑا نقصان ہوا لیکن اور زیادہ نقصان ہونے سے بچ گئے۔ اس پر میں حکومت کے اقدامات کی تعریف کرتا ہوں۔ میڈم اسپیکر! چونکہ جیسے سردار کھتیر ان صاحب نے کہا وہ بھی قیدی ہیں میں بھی قیدی ہوں۔ ہم دونوں کے پاس یہ فورم ہے بات کرنے کا کیونکہ ہم کہیں جاسکتے ہیں نہ وہ کر سکتے ہیں۔ مនٹر صاحب قابل احترام P&D منٹر صاحب بیٹھے ہیں پچھلی دفعہ جو میں نے اپنی اسکیمات کا کہا تھا تو انہوں نے کہا ہم کریں گے۔ لیکن ابھی اس بات کو ڈیڑھ دو مینے گز رکھے ہیں۔ لیکن ابھی تک میرے جو surrender amount think you نواب صاحب۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! کلیئر ہو گیا سی ایم صاحب نے کلیئر کر دی۔ خالد صاحب آپ کی بات complete ہو گئی؟ اس طرح تو نہیں ہو گا آپ تشریف رکھیں point of explanation آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: ہم نے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمام ممبران کے جو 13 on-going cases ہیں، 14، 15، 16 and 17 on-goings میں سے ہم 15% دیں گے یہ ہم لوگوں نے تین دن پہلے سی ایم صاحب کے ساتھ بیٹھ کر کے اس کو ٹھیک کر دیا ہے تو بہت جلاس پر عمل ہو گا۔

میڈم اسپیکر: جی نواب صاحب۔

قائد ایوان: پلیز کلیئر کر دیں کہ PSDP کی جو ongoings ہیں ان کی بات کر رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: خالد صاحب! یہ correct ریکارڈ میں بھی ہو جائے گا آپ نے بھی سُن لیا، یہ PSDP کی on-goings ہیں۔ سردار صاحب! اور مجیدا چکزئی صاحب! پلیز آپ اپنی نشتوں پر تشریف رکھیں اور آپ سب سینئر پارلیمنٹریں ہیں۔ جی پنس احمد علی صاحب۔

پنس احمد علی احمد زئی: میڈم اسپیکر صاحب! گذاری کا واقعہ انہائی افسوسناک واقعہ ہے جو پیش آیا ہے۔ اس پر ایک

ہے ایک ایسا زاویہ ہے جو میں چاہوں گا کہ اس کی وضاحت کرتا چلوں اور اسے mention کروں کہ یہ aspect جو آئل ٹینکرز جتنے بھی گذانی میں آتے ہیں، ان آئل ٹینکرز کے اندر مختلف compartments ہوتے ہیں اور ان کی یعنی یہ بڑے unclaimable ان کی پوزیشن ہوتی ہے اور ان میں ہر آئل ٹینکرز خاص سلنڈر رز کے جاتے ہیں اور یہ inert gas cylinders ہوتے ہیں۔ یہ اسلئے رکھے جاتے ہیں کہ ان gases کو یہ suppress یعنی نیچے دبا کر کے رکھیں۔ تو لہذا جو لیبر وغیرہ کام کرتی ہے، ویلڈنگ وغیرہ تو یہ سلنڈر رز کا inert gas handling ہے، کیونکہ یہ بہت ہی important ہے ان کے اندر۔ اور elements کیلئے استعمال ہوتی ہے گیس، بلکہ اس میں radioactive بھی elements پائے جاتے ہیں۔ اور میں خود بھی جا کے ان آئل ٹینکرز کا visit کیا ہے گذانی میں۔ تو یہ اس قسم کے، یہ ایک بہت اہم چیز ہے۔ لہذا انوار و منٹ کے ساتھ ساتھ ہمارے جو ادارے ہیں اس چیز کو غور سے دیکھیں اور یہ ایک important precautionary measures ہونا چاہیے اس میں کیونکہ لیبر involve ہیں۔ thank you

میڈم اسپیکر: Thank you جی نواب صاحب۔

قائد ایوان: Thank you Madam Speaker کل کا جو واقعہ ہوا ہے گذانی کا بھی اسلئے میں اپنچا، میں، آئی جی صاحب اور چیف سیکرٹری صاحب اور دوسرے ہمارے ساتھی دوست، ہم اس پر میئنگ کر رہے تھے۔ اور ہم نے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی بنائی ہے میں نے اس پر اور جو کہ دیکھے گی اور اس پر انکو اسرازی کر گی اور جو لوگ اس میں غفلت کے مرتكب پائے گئے تو انشاء اللہ ان کے خلاف میں کارروائی کروں گا، اس august House کے حوالے سے میں تانا چاہتا ہوں اور میں کسی کو بھی معاف نہیں کروں گا کہ وغیرہ لوگوں کی تیقیتی جانوں سے کھلیں۔ بھی میں نے میئنگ میں بھی یہی کہا ہے کہ جس طرح کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ تو میں نے کہا ہے کہ نہیں ہونے چاہئیں ہے۔ کیونکہ کوشش ہونی یہ چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جا کے ہم نے جواب دینا ہے۔ اور اگر ہم اس طرح کے معاملات پر خاموش ہو کر کے بیٹھیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی ہمیں معاف نہیں کریگا اور اس دنیا میں بھی۔ تو لہذا اسلئے میں اعلیٰ سطحی ایک وفد لیکر جا رہا ہوں خود گذانی کا visit کرنے کیلئے۔ اور وہاں میں دیکھوں گا کہ جو بھی معاملات وہاں خراب ہیں، جو بھی ہو رہا ہے، ان سب کے خلاف کارروائی کی جائیگی۔ اور جو یہاں متعلقہ ملکے involve ہیں، جیسے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ بیڈی اے ہے یا کشم، فیڈرل ادارے ہیں یا لیبر ڈیپارٹمنٹ کے جو بھی ہوں گے ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔ تو جو جانیں ضائع

ہوئی ہیں ان کو تو ہم والپس نہیں لاسکتے۔ لیکن ان کے لئے زیادہ سے زیادہ compensation ہو گا انشاء اللہ ان کو ہم compensate کریں گے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری مخلوط حکومت ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم عوام کے ہی توسط سے یہاں پہنچے ہیں اور عوام کی ہی ہمیں خدمت کرنی چاہیے۔ اور جو لوگ mismanagement کرتے ہیں چاہے جس سطح پر ہوں، mismanagement کرتے ہیں اور گلے میں پھر ہمارے پڑتی ہے اور جواب پھر ہمیں دینا پڑتا ہے۔ مولانا صاحب کو بھی جواب ہمیں دینا پڑتا ہے۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی اور میڈیا کو بھی۔ تو کوشش ہماری انشاء اللہ کہ اس طرح کی mismanagement ہوتی ہے جس سے قیمتی جانیں ضائع ہوں وہ آئندہ کیلئے نہ ہوں، تو پھر جب میں والپس آؤں گا گذانی کے حوالے سے وہ ہو گا میں آپ کو بتاؤ نگا لیکن صرف یہ بتانا چاہرہ تھا کہ میں خود وہاں اپنی ٹیم کے ساتھ آئی جی کے ساتھ، اپنے پارلیمانی لیڈر کے ساتھ، چیف سیکرٹری کے ساتھ اعلیٰ سطحی ایک وفد لیکر وہاں جا رہا ہوں اور خود دیکھنے کیلئے۔ Thank you Madam Speaker

میڈیم اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 4 نومبر 2016ء بوقت سہ پہر 00:30 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 6 بجکر 38 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

